جنابِ طالب ہاشمی

حضرت ثابتؓ بن قیس انصاری ۔ خطیبِ رسول اللہ

(۱)

عہدِ رسالت کے اواخر کا ذکر ہے کہ ایک دن رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں کے درمیان رونق افروز تھے اور کسی مسئلے کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ اثنائے گفتگو میں اچانک کچھ اصحابؓ کی آوازیں معمول سے زیادہ بلند ہو گئیں۔ دربارِ رسالت میں صحابہؓ کی یہ بلند آہنگی اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آئی اور فوراً یہ آیت نازل ہوئی:

"یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ"

(الحجرات: ۲)

"اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، اپنی آواز نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ نبیؐ کے ساتھ اونچی آواز سے بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔"

اس آیت کے نزول پر صحابہ کرامؓ خوفِ الٰہی سے لرز اٹھے اور انہوں نے عہد کیا کہ حضورؐ کے سامنے اپنی آوازیں ہمیشہ پست رکھیں گے۔ حاضرینِ مجلس میں ایک صاحبِ رسولؐ جن کی آواز بڑی پاٹ دار تھی، اس قدر متاثر ہوئے کہ گھر جا کر کنجِ عزلت میں بیٹھ گئے اور ہر وقت توبہ و استغفار میں مشغول رہنے لگے۔ جب مسلسل چند دن حضورؐ نے ان کو مجلس میں نہ دیکھا تو صحابہؓ سے ان کے بارے میں دریافت فرمایا کہ کہیں علیل تو نہیں ہیں۔

سید الاوس حضرت سعدؓ بن معاذ نے عرض کیا، "یا رسول اللہ میں ان کی خبر لاتا ہوں۔"

چنانچہ وہ ان صاحبِ رسولؐ کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ حزن و ملال کی تصویر بنے بیٹھے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے کہا، "آپ چند دن سے مجلسِ نبوی میں نظر نہیں آئے۔ آج حضورؐ نے مجھے آپ کا حال دریافت کرنے کے لیے بھیجا ہے"

کہ خیریت تو ہے ؟"

انہوں نے کہا "خیریت کہاں، بارگاہِ الٰہی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اونچی آواز سے بولنے کی ممانعت اور وعید نازل ہو چکی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ مجلسِ نبوی میں آپ سب میں زیادہ میری آواز بلند ہو جاتی ہے۔ اب یہ غم میری کمر کو توڑے ڈالتا ہے کہ میرا سارا عمل رائیگاں گیا اور میں دوزخی ہوگیا

حضرت سعدؓ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس جاکر ساری بات بتائی تو آپؐ نے فرمایا، "وہ دوزخی نہیں بلکہ اہلِ جنت میں سے ہیں"

یہ صاحبِ رسول جن کو سرورِ کون و مکاں، فخرِ موجودات، خیر الخلائق، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں جنتی ہونے کی بشارت دی، حضرت ثابتؓ بن قیس انصاری تھے۔

(۲)

سیدنا ابو محمد ثابتؓ بن قیس انصار مدینہ کے خاندان خزرج سے تعلق رکھتے تھے سلسلہ نسب یہ ہے ثابت بن قیس بن شماس بن زہیر بن مالک بن امرٔ القیس بن مالک اعز بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر۔

علامہ ابن اثیرؒ کے بیان کے مطابق ان کی والدہ قبیلہ طے سے تھیں۔

ہجرت سے قبل بیعت عقبۂ ثانیہ یا عقبۂ کبیرہ کے بعد کسی وقت مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان میں فطرۃً خطابت اور تقریر کا ملکہ موجود تھا اور وہ اپنی فصاحت، بلاغت اور قوتِ تقریر کے لحاظ سے اہلِ مدینہ میں منفرد حیثیت رکھتے تھے۔ آواز بھی بڑی پاٹ دار تھی۔ اسی لئے انصار نے ان کو اپنا خطیب بنایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی صلاحیتوں کا علم ہوا تو آپؐ نے بھی ان کو اپنا خطیب مقرر فرمایا۔ چنانچہ وہ خطیبِ رسول اللہ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں لکھا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال فرمایا تو انصارِ مدینہ نے دیدہ و دل فرشِ راہ کر دیئے اور ایسے جوش اور مسرت کے ساتھ آپؐ کا استقبال کیا کہ چشمِ فلک نے اس کی نظیر نہ دیکھی تھی۔ استقبال کرنے والے اصحاب میں حضرت ثابتؓ بن قیس تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر انہوں نے عرض کیا:

"یا نبی اللہ ہم آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے جس طرح اپنی جان اور اولاد کی حفاظت کرتے ہیں — لیکن ہمیں اس کا صلہ کیا ملے گا؟" [۵]

آپؐ نے فرمایا "جنت —!"

(۵ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اس پر تمام لوگ پکار اٹھے، "ہم سب راضی ہیں!"

غزوۂ بدر میں حضرت ثابتؓ کی شرکت کے بارے میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان کو اصحابِ بدر میں شمار کیا ہے لیکن سیر و مغازی کی بیشتر کتابوں میں انہیں اصحاب بدر میں شامل نہیں کیا گیا ــــ حضرت ثابتؓ بڑے مخلص صحابی تھے۔ اس لئے بدر میں ان کے شریک نہ ہونے کی کوئی خاص وجہ ہوگی۔ مثلاً علالت یا مدینہ میں عدم موجودگی وغیرہ۔

اس کے بعد انہوں نے شروع سے اخیر تک تمام غزواتِ نبوی میں مجاہدانہ شرکت کی اور ہر معرکے میں بڑی ثابت قدمی سے دادِ شجاعت دی۔

غزوۂ مریسیع (۵ھ) میں بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی صاحبزادی جویریہ کو حضرت ثابتؓ بن قیس نے اسیر کرلیا۔ انہیں لونڈی بن کر رہنا گوارا نہ ہوا۔ اس لئے حضرت ثابتؓ سے مکاتبت کی درخواست کی۔ انہوں نے ۹ اوقیہ سونے پر مکاتب بننا منظور کرلیا۔ جویریہؓ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں سردارِ قوم حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں۔ اللہ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اس وقت مصیبت میں مبتلا ہوں اور اپنے آپ کو آزاد کرانا چاہتی ہوں، آپ میری امداد فرمائیے!

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، "کیا یہ ٹھیک نہیں ہے کہ تیرے لئے اس سے بھی بہتر سلوک کیا جائے؟"

پوچھا، "وہ کیا؟" ــــ ارشاد ہوا "تیرا زرِ کتابت میں ادا کردوں اور تجھ سے خود نکاح کرلوں۔"

انہوں نے یہ بات بخوشی منظور کرلی۔ اور یوں حضرت جویریہؓ کو ام المومنین بننے کا عظیم شرف حاصل ہوا۔

(حاشیہ صفحۂ گذشتہ) مسند احمد بن حنبل میں اس قسم کے الفاظ رسول اکرمؐ سے منسوب ہیں جو آپؐ نے بیعتِ عقبۂ کبیرہ کے موقع پر انصار سے مخاطب ہوکر فرمائے۔ آپؐ نے فرمایا، "میں تم سے خدا کے متعلق کہتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے یہ چاہتا ہوں کہ ہم کو پناہ دو، ہماری مدد کرو، اور جس طرح اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو، ہماری بھی کرو۔" ــــ انصار نے عرض کیا، "ان سب باتوں کے عوض ہمیں کیا ملے گا؟"

ارشاد ہوا "جنت!" ــــ اس پر سب انصار نے بیک زبان کہا "جو کچھ آپ نے فرمایا، ہم اس پر راضی ہیں"

ہجرتِ مدینہ کے موقع پر شاید حضرت ثابتؓ نے حضورؐ ہی کے الفاظ اپنی طرف سے دوہرائے ہوں۔

(۳)

عام الوفود ۹ھ میں بنو تمیم کا وفد بڑے ٹھاٹ باٹ کے ساتھ مدینہ آیا۔ یہ ستر یا اسی آدمیوں پر مشتمل تھا اور اس میں قبیلہ کے بڑے بڑے رؤسا، آتش بیان خطیب اور بلند پایہ شاعر شامل تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں عربوں میں مفاخرت اور مقابلت کا جذبہ بہت شدید تھا اور وہ ہر وصف میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا کرتے تھے۔ بنو تمیم کے دماغوں میں بھی خاندانی فخر و غرور کا نشہ سمایا ہوا تھا۔ انہوں نے آستانۂ نبوی پر جاکر بدویانہ انداز میں بے تحاشا آوازیں دینی شروع کر دیں "محمدؐ باہر آؤ اور ہماری بات سنو" آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا اکھڑپن ناگوار تو گذرا لیکن آپؐ سراپا عفو و کرم تھے، باہر نکل کر بڑی خندہ پیشانی سے ملاقات فرمائی۔ رئیس وفد اقرع بن حابس نے کہا "ہم آپ سے مفاخرت کرنا چاہتے ہیں، اس کے بعد ہی اسلام کی بات ہوگی"، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، "میں فخاری اور شعر بازی کے لئے مبعوث نہیں ہوا ہوں۔ لیکن اگر تم یہی چاہتے ہو تو اللہ کے فضل سے ہم اس سے بھی باہر نہیں ہیں" بنو تمیم میں ایک شخص عطارد بن حاجب تھے۔ وہ نہایت زبان آور اور فصیح البیان خطیب تھے۔ اور ایک دفعہ نوشیرواں کے دربار میں اپنے زورِ خطابت کا مظاہرہ کرکے کمخواب کا خلعت حاصل کر چکے تھے۔ سب سے پہلے وہ کھڑے ہوئے اور مفاخرہ کا آغاز اس تقریر سے کیا:

"تعریف اس خدا کی جس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں تاج و تخت کا مالک بنایا، اہلِ مشرق میں ہمیں سب سے زیادہ معزز کیا، ہمارے خزانے سونے چاندی سے پُر ہیں۔ جنہیں ہم فیاضی سے خرچ کرتے ہیں۔ لوگوں میں ہمارا مثیل و نظیر نہیں، کیا ہم آدمیوں کے سردار اور ان میں صاحب فضل نہیں ہیں۔ اگر کسی اور کو یہ دعویٰ ہو تو وہ سامنے آئے اور ہمارے قول سے اچھا قول اور ہمارے حالات سے اچھے حالات پیش کرے۔ اب مجھ کو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا"

عطارد اپنی تقریر ختم کر بیٹھے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ثابتؓ سے فرمایا "ثابت اٹھو اور اس کا جواب دو"

حضرت ثابتؓ نے تعمیلِ ارشاد کی اور عطارد کے جواب میں یہ خطبہ دیا:

"حمد و ستائش اس خدائے عز و جل کی جس نے زمین اور آسمان پیدا کئے، ان پر اپنا حکم جاری کیا، اپنی کرسی اور اپنے علم کو وسعت دی۔ وہ قادرِ مطلق ہے، جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم اور قدرت سے ہوتا ہے۔ اس کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اپنی مخلوق میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیا جو سب سے زیادہ شریف النفس ہے، سب سے بڑھ کر راست گو

اور سب سے زیادہ بلند اخلاق ہے۔ پھر اس پیغمبر پر ایک کتاب نازل کی اور اپنی خلقت کا اس کو امانت دار بنایا۔ اور وہی ہستی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سارے عالم سے برگزیدہ کیا اور سارے عالم کا خلاصہ بنایا۔ پھر اس نے لوگوں کو حق کی طرف بلایا تو اس کی قوم اور اقرباء میں سے پہلے مہاجرین نے اس کی دعوت قبول کی جو نسب میں افضل ہیں۔ ان کے چہرے سب سے زیادہ روشن ہیں اور ان کے اعمال سب سے اچھے ہیں پھر ان کے بعد سارے عرب میں سے ہم گروہِ انصار نے دعوتِ حق پر لبیک کہی۔ لہٰذا ہمارا فخر صرف یہ ہے کہ ہم اللہ کے انصار اور رسول اللہ کے وزیر ہیں۔ اور لوگ جب تک ایمان نہ لائیں اور لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں ہم ان سے لڑتے رہیں گے۔ اور جو کوئی اللہ اور اللہ کے رسولؐ کو ماننے سے انکار کرے گا، ہم اس کے خلاف راہِ خدا میں جہاد کریں گے اور جہاد کرنا ہمارے لئے کوئی دشوار کام نہیں ہے۔ بس مجھے جو کہنا تھا کہہ چکا اور اب میں تمام مؤمنین اور مؤمنات کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعائے مغفرت کرتا ہوں۔"

اس کے بعد شعر و شاعری کا مقابلہ ہوا۔ جس میں بنو تمیم کی طرف سے زبرقان بن بدر اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت حسانؓ بن ثابت نے حصہ لیا۔ مفاخرہ ختم ہوا تو اقرعؓ بن حابس جو خود بڑے فصیح البیان شاعر اور خطیب تھے۔ اور جن کی اصابتِ رائے کا سارا عرب معترف تھا یہاں تک کہ متحارب قبائل اپنے جھگڑوں میں ان کو حَکَم بنایا کرتے تھے، بے اختیار پکار اٹھے،

"باپ کی قسم محمدؐ کا خطیب ہمارے خطیب سے افضل اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے۔"

اہلِ وفد نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور سب اسی وقت حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔

اسی سال بنو حنیفہ کا ایک بڑا وفد مسیلمہ کذاب کی سرکردگی میں مدینہ آیا۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ثابت بن قیسؓ کو ساتھ لے کر بہ نفسِ نفیس اہلِ وفد کے پاس تشریف لے گئے۔ اثنائے گفتگو میں مسیلمہ نے کہا "اگر آپ اپنے بعد مجھے اپنا جانشین مقرر کر دیں تو ابھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔"
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ نامعقول شرط سن کر غصہ آگیا، آپؐ کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی، اس کو اٹھا کر فرمایا:

"جانشینی تو بڑی چیز ہے، میں تو تمہیں یہ چھڑی دینا بھی پسند نہیں کرتا۔ اللہ نے تیرے لئے جو مقدر کر رکھا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ تیرا انجام مجھے خواب میں دکھا دیا گیا ہے۔ کچھ اور پوچھنا ہو تو یہ ثابت موجود ہیں، ان سے پوچھ، میں اب چلتا ہوں۔"

یہ فرما کر آپؐ حضرت ثابتؓ کو مسیلمہ سے نپٹنے کے لئے وہاں چھوڑ کر خود تشریف لے گئے۔

- - - - - - - - - - -

(۴)

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر حضرت سعدؓ بن عبادہ کو خلیفہ بنانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ یہ خبر مشہور ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ کچھ دوسرے مہاجرین کو ساتھ لے کر انصار کے اجتماع میں پہنچے، دونوں طرف سے اپنے حق میں زوردار تقریریں ہوئیں اس موقع پر حضرت ثابتؓ بن قیس بھی موجود تھے۔ انہوں نے انصار کی خلافت کے استحقاق پر ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا، اس میں انصار کی خدمات اور قربانیوں کا ذکر کیا اور اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ کچھ لوگ انصار کو خلافت سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انصار کی خدمات کا اعتراف کیا لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے قوی دلائل کے ساتھ قریش کو خلافت کا حقدار ثابت کیا۔ جب عامۃ المسلمین نے انہیں خلیفہ منتخب کر لیا تو حضرت ثابتؓ بن قیس بھی ان کی بیعت کرنے میں پیچھے نہ رہے اور دل و جان سے صدیق اکبرؓ کے حامیوں اور مددگاروں میں شامل ہو گئے۔ اسی زمانہ میں فتنۂ ارتداد نے سر ابھارا تو حضرت ثابتؓ نے اس کو کچلنے کے لئے جان کی بازی لگا دی۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مشہور مرتد طلیحہ اسدی کی سرکوبی کے لئے مدینہ سے لشکر بھیجا تو حضرت ثابتؓ اس میں شامل ہو گئے۔ سالارِ لشکر حضرت خالدؓ بن ولید تھے اور انصار کی قیادت (عنان) حضرت ثابتؓ کے ہاتھ میں تھی۔ مسلمانوں نے مرتدین کو زبردست شکست دی اور طلیحہ نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ شام کی طرف راہِ فرار اختیار کی (خدا کی شان یہی طلیحہ بعد میں اسلام کے زبردست مجاہد بنے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں انہوں نے دوبارہ، خلوصِ دل سے اسلام قبول کیا اور حج کے لئے مدینہ آئے، وہیں حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس موقع پر امیر المومنین نے ان کو ارتداد میں مبتلا ہونے پر ملامت کی تو عرض کی، "امیر المومنین یہ بھی کفر کے فتنوں میں سے ایک فتنہ تھا، جسے اسلام نے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا"۔ —— طلیحہ کا شمار شجاعانِ عرب میں ہوتا تھا اور انہیں ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا، شام کے جہاد میں انہوں نے سرفروشی اور جانبازی کے محیر العقول کارنامے انجام دئیے)

۱۲ھ میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کی خونریز جنگ پیش آئی، حضرت ثابتؓ اس میں بھی والہانہ جوش و خروش کے ساتھ شریک ہوئے۔ ایک موقع پر جب مسلمانوں کی صفوں میں رخنہ پڑا اور وہ پیچھے ہٹے تو حضرت ثابتؓ بے قرار ہو گئے اور نہایت حسرت کے ساتھ کہا کہ ہم عہدِ رسالت میں یوں نہیں لڑا کرتے تھے۔ پھر عطر حنوط لگایا اور ایک گڑھے میں قدم جما کر دشمن کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ جو مرتد ان کی طرف آتا، اسے اپنی تلوار سے ڈھیر کر دیتے۔ آخر دشمنوں نے نرغہ کر کے خطیبِ رسول اللہ پر تلواروں اور برچھیوں کا مینہ

برسا دیا اور یوں وہ رتبۂ شہادت پر فائز ہو گئے ۔

حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت رضؓ کے جسم پر نہایت عمدہ زرہ تھی، ان کی شہادت کے بعد کسی مسلمان نے اتار لی ۔ ایک دوسرے مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ثابت رضؓ ان سے کہہ رہے ہیں، میرے فلاں مسلمان بھائی نے میری زرہ اتار لی ہے، آپ خالد رضؓ بن ولید سے کہیں کہ یہ اس سے واپس لے لیں، مجھ پر اتنا قرض ہے، خلیفۃ الرسول یہ زرہ بیچ کر میرا قرض ادا کر دیں اور میرا فلاں غلام آزاد کر دیں ۔ چنانچہ حضرت خالد رضؓ نے یہ زرہ واپس لے لی اور مدینہ پہنچ کر سارا واقعہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے عرض کیا ۔ انہوں نے حضرت ثابت رضؓ کی وصیت کے مطابق زرہ سے ان کا قرض ادا کر دیا اور غلام بھی آزاد کر دیا ۔

حضرت ثابت رضؓ نے اپنے پیچھے چار لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی، ان سے چند احادیث بھی مروی ہیں جن کو ان کے صاحبزادے محمد اور صاحبزادی کے علاوہ حضرت انس رضؓ بن مالک اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحؒ نے روایت کیا ہے

(۵)

حضرت ثابت رضؓ بن قیس کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے ۔ ان کے صحیفۂ اخلاق کے نمایاں ابواب احترامِ رسول ﷺ، خشیتِ الٰہی اور شوقِ جہاد تھے ۔ ان کے احترامِ رسول ﷺ اور خشیتِ الٰہی کا ایک واقعہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ۔ علامہ حاکمؒ اور امام ذہبیؒ نے ان کے صاحبزادے محمدؒ بن ثابت رضؓ سے اور علامہ طبرانیؒ نے ان کی صاحبزادی سے اسی قسم کا ایک اور واقعہ بیان کیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ جب سورۂ لقمان کی یہ آیت نازل ہوئی :

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ

کہ بیشک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے "

. . . تو حضرت ثابت رضؓ ہیبتِ الٰہی سے لرزہ براندام ہو گئے اور گھر میں بیٹھ کر رونا شروع کر دیا ۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی بھیج کر ان کو بلا بھیجا اور پوچھا "کیا بات ہے ؟" انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ میں زینت جمال اور اپنی تعریف پسند کرتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ اس آیت کی رو سے میں تباہ نہ ہو جاؤں "

آپ ﷺ نے فرمایا " اے ثابت کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تم اس طرح بھلائی کی زندگی گزارو کہ تمہاری تعریف کی جائے اور شہادت کی موت پا کر تم جنت میں داخل ہو ؟" عرض کیا "یا رسول اللہ، یہ باتیں تو مجھے پسند ہیں "

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت ثابت رضؓ سے بہت محبت تھی اور آپ ﷺ ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے ۔ ابی عبیدؒ نے کتاب الاموال میں لکھا ہے کہ غزوۂ بنی قریظہ میں جو یہودی قیدی بنائے گئے ان میں سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو قیدیوں کی جاں بخشی فرمائی ۔ ان میں سے ایک زبیر بن باطا

تھا۔ اسے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محض حضرت ثابتؓ بن قیس کی خاطر چھوڑا کیونکہ اس نے زمانۂ جاہلیت میں جنگِ بعاث کے موقع پر حضرت ثابتؓ کو پناہ دی تھی۔ آپؐ نے زبیر کے احسان کا بدلہ ادا کرنے کیلئے اسے حضرت ثابتؓ کے سپرد کر دیا۔

حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ثابتؓ علیل ہو گئے اور چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپؐ ان کی عیادت کیلئے تشریف لگئے اور ان الفاظ میں ان کی شفایابی کے لئے دعا کی:

اذھب الباس رب الناس عن ثابت بن قیس عن شماس ——— رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمان کی ایجنسیاں

- ملک اینڈ سنز نیوز ایجنٹ بک سیلرز، ریلوے روڈ سیالکوٹ۔
- میسرز خلیق نیوز ایجنسی، موڑ ایمن آباد۔ ضلع گوجرانوالہ۔
- محمد سعید صاحب ایجنسی کھجور مارکہ صابن، بازار ناندلیانوالہ ضلع لائلپور۔
- حاجی ملک محمد ابراہیم صاحب دکاندار مین بازار ٹیکسلا، تحصیل وضلع راولپنڈی۔
- مولانا محمد عبداللہ صاحب، خطیب جامع اہلحدیث، صدر، راولپنڈی۔
- کتب خانہ وہابیہ، ۳۰۔ النور مارکیٹ، اردو بازار گوجرانوالہ۔
- منشا بک سٹال بالمقابل ریلوے سٹیشن گوجرانوالہ ٹاؤن۔
- خواجہ نیوز ایجنسی لودھراں، ضلع ملتان۔
- حافظ عبدالحق صاحب معرفت مولوی علی احمد صاحب کریانہ سٹور، تحصیل بازار، بہاولنگر
- مرکز ادب حسین آگاہی، ملتان شہر۔
- محمد ابراہیم صاحب نیوز ایجنٹ، عباس سائیکل ورکس، بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا۔
- مولانا محمد اسماعیل صاحب خادم مسجد امین پور بازار، لائلپور۔
- میاں عبدالرحمان حماد صاحب خطیب جامع مسجد اہل حدیث، قبولہ ضلع ساہیوال۔
- محمود بہادر زکریانہ مرچنٹس، چمن بازار، ہارون آباد، ضلع بہاولنگر۔